سلسلة مطبوعات المكتب (٩٦)

علماء تصوف کو ایک نصیحت

(سماحة الإمام عبد العزيز بن عبد الله بن باز - رحمه الله)

«نصيحة لعلماء الصوفية»

ترجمه

ندیم اختر سلفی

نظر ثانی

شیخ مقصود الحسن الفیضی

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في حوطة سدير
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
حي الشفا: ص.ب ١٧٥؛ الرمز البريدي ١١٩٨٢
ت: ٠٦٤٤٣٢٠٤٨ ف: ٠٦٤٤٣٢٠٥٤
حساب المكتب: ١١٠٦٠٨٠١٠٠٥٢٠٥١ شركة الراجحي المصرفية - فرع حوطة سدير
E-mail: al-daos@hotmail.com

سلسلة مطبوعات المكتب [٩٦]

علماء تصوف کو ایک نصیحت

(سماحۃ الامام عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز۔ رحمہ اللہ)

«نصيحة لعلماء الصوفية»

ترجمہ

ندیم اختر سلفی

نظر ثانی

شیخ مقصود الحسن الفیضی

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بحوطة سدير

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علمائے تصوف کو ایک نصیحت

سوال: ہمارے یہاں بعض ایسے صوفی مشائخ حضرات ہیں جو قبروں پر قُبّہ (گنبد) اور مزارات بنانے کا اہتمام کرتے ہیں، لوگ ان کے بارے میں نیک اور صاحبِ برکت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اگر یہ کوئی غیر شرعی امر ہے تو ان کیلئے آپ کی کیا نصیحت ہے؟ جبکہ لوگوں کی اکثریت انہیں اپنا پیشوا اور راہنما مانتی ہے۔ ہمیں (جواب سے) مستفید فرمائیں، اللہ آپ میں برکت دے۔ (آمین)

جواب: (سماحۃ الامام عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز۔ رحمہ اللہ)

صوفیت کے علم بردار علماء اور ان کے علاوہ دیگر اہلِ علم کو یہ نصیحت ہے کہ جو احکام قرآن وحدیث سے ثابت ہیں انہیں اپنائیں اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں۔ پچھلی قوموں کی شریعت کے مخالف جو بدعتیں ہیں ان کی پیروی سے بچیں، دین مشائخ اور دیگر لوگوں کی تقلید کا نام نہیں ہے، بلکہ دین تو وہی ہے جو کتاب الٰہی، سنت رسول اور علماء صحابہ وتابعین کے اجماع سے ماخوذ (لیا گیا) ہو، دین اسی طرح لیا جائے گا نہ کہ زید اور عمرو کی تقلید کرکے۔

سنتِ صحیحہ میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ قبروں پر عمارت تعمیر کرنا جائز ہوگا، نہ ہی ان میں مساجد تعمیر کرنا جائز ہوگا، اور نہ ہی ان پر قُبّے اور کوئی بھی عمارت کھڑی کرنا جائز ہوگی۔

یہ تمام چیزیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے صراحۃً حرام ہیں۔ چنانچہ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «**لعن الله اليهود والنصارى؛ اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد**».

(کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر جنہوں نے انبیاء (علیہم السلام) کی قبروں کو مسجدیں بنالیا) آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر امت کو یہود ونصاری کے کئے سے متنبہ اور ان کے فتنوں سے ہُشیار کررہے تھے۔ (بخاری ح: ٤٣٦، مسلم ح: ٥٢٩)

اور بخاری ومسلم میں ہے کہ حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (مرض الموت) میں ایک کلیسا جسے انہوں نے حبشہ کی سرزمین میں دیکھا تھا اور اس میں مورتیوں (تصویروں) کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «ان کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر ان میں کوئی نیکوکار شخص مرجاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہی مورتیاں (تصویریں) بنادیتے، یہ لوگ اللہ کے درگاہ میں تمام مخلوق سے بُرے ہیں» (بخاری: ٤٢٧، مسلم: ٥٢٨)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ جو لوگ قبروں پر مسجدیں تعمیر کرتے ہیں وہ مخلوق میں سب سے بدتر لوگ ہیں، اس طرح وہ لوگ بھی بدترین قسم کے ہیں جنہوں نے ان مساجد میں تصویریں بنا رکھی ہیں، کیونکہ اس میں شرک کی طرف دعوت ہے، اسلئے کہ عامۃ الناس جب قبروں پر مساجد اور قُبّے دیکھیں گے تو ان میں مدفون حضرات کی تعظیم کریں گے، ان سے مدد مانگیں گے، انہیں نذرونیاز پیش کریں گے، اللہ کو چھوڑ کر ان سے دعائیں مانگیں گے، اور ان سے مدد طلب کریں گے اور یہی تو شرک اکبر ہے۔

صحیح مسلم میں مروی حضرت جندب بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ

کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی وفات سے پانچ دن قبل) فرمایا: «بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا، اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ سنو! تم سے پہلے کے لوگوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا تھا، خبر دار! تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس بات سے منع کرتا ہوں»

(مسلم ح: ۵۳۲، کتاب المساجد)۔

یہ حدیث حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلیل ہے کہ وہ صحابہ میں سب سے افضل اور ان میں سب سے بہتر ہیں۔ اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روا اور مباح ہوتا کہ کسی کو اپنا خلیل بنائیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتے، لیکن اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع فرمادیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت درجہ محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے لئے خالص رہے اسلئے کہ خُلّت محبت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔

یہ حدیث قبروں پر عمارت تعمیر کرنے اور ان پر مسجدیں بنانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور ایسا کرنے والوں کی تین وجوہ سے اس میں مذمت کی گئی ہے:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کرنے والے کی مذمت کرنا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: «پس قبروں کو مسجدیں نہ بناؤ»۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: «پس میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں»۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مذکورہ) تین جہتوں سے قبروں

پر عمارت بنوانے سے متنبہ کیا ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجدیں بناتے تھے» پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «خبردار! تم لوگ قبروں کو مسجد نہ بنانا» یعنی ان کی تقلید نہ کرنا میں تم کو اس سے روکتا ہوں۔ اسمیں پورے طور سے قبروں پر عمارت کھڑی کرنے اور ان پر مسجدیں بنانے پر تنبیہ ہے۔

اہلِ علم نے اس ممانعت کی علت اور حکمت یہ بتلائی ہے کہ یہ کام شرک اکبر میں مبتلا ہونے اور اہلِ قبور کی عبادت، اللہ کو چھوڑ کر انہیں پکارنے، ان کے لئے قربانی اور نذرونیاز پیش کرنے، ان سے استغاثہ اور مدد طلب کرنے کا وسیلہ اور سبب ہے۔ جیسا کہ آج بہت سارے ممالک سوڈان، مصر، شام، عراق (ہند وپاک اور بنگلہ دیش) میں ہو رہا ہے۔

بہت سارے ممالک میں آپ دیکھتے ہیں کہ ایک عامی اور جاہل شخص اپنے یہاں کسی مشہور صاحبِ قبر کے پاس آکر کھڑا ہوتا ہے پھر ان سے مدد مانگتا اور فریاد کرتا ہے جیسا کہ مصر میں سید احمد بدوی، حسین، سیدہ نفیسہ، زینب اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کی قبروں کے پاس ہوتا ہے۔[1]

اور جیسا کہ آپ لوگوں کے یہاں سوڈان میں بہت ساری قبروں

---

(1) جیسا کہ انڈیا اور پاکستان میں بے شمار مزعومہ ولیوں کی دہائی دی جاتی ہے، ان مزاروں پر چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، نذرونیاز پیش کئے جاتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا بدعات وخرافات انجام دی جاتی ہیں جنہیں ایک مومن ومسلم تو درکنار ایک صاحبِ عقل بھی گوارا نہیں کر سکتا، لیکن کیا کہیئے اس قوم کو جس کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا تھا:

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی ✡ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

کے پاس ہوتا ہے اسی طرح دوسرے ملکوں میں ہوتا ہے۔ جس طرح کہ جاہل حاجی مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس اور بقیع غرقد (جنت البقیع) میں قبروں کے پاس کرتے ہیں۔ اور مکہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر اور دوسری قبروں کے پاس کرتے ہیں۔ یہ سب کام جاہل لوگ کرتے ہیں چنانچہ وہ وضاحت اور اہلِ علم کی توجہ کے محتاج ہیں۔

لہٰذا اہلِ علم- چاہے تصوف کی طرف منسوب ہو یا دوسرے لوگ- ان پر واجب ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں، اللہ کے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کریں، انہیں دین کی باتیں بتائیں، قبروں پر عمارت کھڑی کرنے، مسجدیں بنوانے، قُبّے تعمیر کرنے اور ان پر کسی بھی قسم کی عمارت بنوانے سے متنبہ کریں، مُردوں کو پکارنے اور ان سے فریاد کرنے پر انہیں روکیں۔ اسلئے کہ دعا ایک ایسی عبادت ہے جو صرف اللہ کیلئے ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَلاَ تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَداً﴾ (الجن۱۸) (پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو) نیز ارشاد ہے: ﴿وَلاَ تَدْعُ مِن دُونِ اللّهِ مَا لاَ يَنفَعُكَ وَلاَ يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذاً مِّنَ الظَّالِمِينَ﴾ (یونس۱۰٦)

(اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے) یعنی مشرکوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «**الدعاء هو العبادة**»

(احمد، ح: ۱۷۹۱۹، ابو داؤد ح: ۱۴۷۹) (دعا ہی عبادت ہے)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «**إذا سألت فاسأل الله**

وإذا استعنت فاستعن بالله» (احمد ح:۲۷۵۸، ترمذی ح: ۲۵۱۶)

(جب مانگو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد چاہو تو اللہ سے چاہو)

نیز مرنے والے کا لوگوں سے متعلقہ عمل کا سلسلہ دنیا سے منقطع ہو گیا، اب تو وہ دعاء، استغفار اور اللہ کے رحم و کرم کا محتاج ہے نہ یہ کہ (حاجت روائی کیلئے) اللہ کو چھوڑ کر خود اس (میت) کو پکارا جائے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«إذا مات ابن آدم انقطع عمله إلا من ثلاث: صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له».

"جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے:ایک صدقہ جاریہ کا، دوسرے علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے" (مسلم ح:۱۶۳۱)۔

(توجب وہ خود دوسروں کا محتاج ہے تو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے) اللہ کو چھوڑ کر اُسے کیسے پکارا جائے؟

اسی طرح بت، درخت، پتھر، شمس و قمر اور ستارے انہیں اللہ کے علاوہ نہ پکارا جائے گا اور نہ ہی ان سے فریاد کی جائے گی۔بعینہ یہی حال قبر والوں کا ہے، گرچہ وہ انبیاء ہوں اولیاء ہوں، فرشتے اور جن کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہیں پکارنا ہرگز جائز نہیں ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ (آل عمران ۸۰)

(اور یہ نہیں (ہوسکتا) کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لینے کا حکم کرے، کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم

دے گا؟)

تو گویا کہ نبیوں اور فرشتوں کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا انہیں رب بنا لینا اور کفر ہے، اور اللہ تعالیٰ کفر کا حکم نہیں دیتا۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پکا کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت کھڑی کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم ح: ۹۷۰)

اور ایسا اس وجہ سے ہے کہ یہ شرک تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔پس اس پر عمارت کھڑی کرنا، اسے پختہ کرنا، اس پر چادریں چڑھانا اور گنبدیں بنانا یہ سارے کام تعظیم قبور ، اسمیں غلو اور اہلِ قبور سے دعا کرنے کا ایک وسیلہ ہے، (نیز اس میں اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے)

اور رہا قبروں پر بیٹھنا تو اسمیں اسکی بے حُرمتی ہے، لہٰذا نہ اس پر بیٹھا جائے، اور نہ بول وبراز کیا جائے، اور نہ اس سے ٹیک لگایا جائے، اور نہ ہی اسے روندا جائے، چنانچہ یہ ایک مسلم کے احترام کی وجہ سے منع ہے۔

مسلمان چاہے زندہ ہو یا مُردہ قابلِ احترام ہے۔اس کی قبر کو پیروں سے روندنا، اس کی ہڈی توڑنا، اس کی قبر پر بیٹھنا، پیشاب کرنا، اس پر کوڑا کرکٹ ڈالنا، یہ سب ناجائز اور ممنوع کام ہیں۔لہٰذا ایک وفات شدہ مسلم شخص کی نہ اہانت کی جائے اور نہ اس کے حق میں غلو کرتے ہوئے اللہ کے سوا اسے پکارا جائے۔

پیارے اسلامی بھائیو!شریعت ایک درمیانی راہ لے کر آئی ہے۔ ایک طرف اس نے احترامِ قبور، قبر والوں کے لئے دعاء مغفرت

ورحمت کا حکم دیا ہے، تو دوسری طرف ان کی قبروں پر کوڑا کرکٹ ڈال کر، قضائے حاجت کرکے اور ان پر بیٹھ کر انہیں ایذا رسانیوں سے بھی منع کیا ہے۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی معنی میں ہے کہ:

"قبروں پر بیٹھو نہیں اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو"۔

(لہٰذا) نہ قبروں کو قبلہ بنانا جائز ہے اور نہ اس پر بیٹھنا درست ہے۔چنانچہ عظیم اور کامل شریعت(اسلامیہ) نے دونوں امر کے درمیان جمع کیا ہے۔جہاں اس نے اہلِ قبور کی شان میں غلو(حد سے زیادہ ان کی تعریف) کرنے ، اللہ کے علاوہ انہیں پکارنے، ان سے استغاثہ اور فریاد کرنے، ان کے لئے نذرانے پیش کرنے، اور اس طرح کے دیگر امور کو حرام قرار دیا ہے، جو کہ شرک اکبر ہے۔تو اس نے وہاں اس بات سے بھی روکا ہے کہ ان کی اہانت کی جائے، انہیں تکلیف دی جائے، ان کی قبروں پر بیٹھا جائے، اسے روندا جائے، اس کی طرف (پیٹھ کرکے) ٹیک لگایا جائے، اور اس پر گندگی ڈالی جائے، یہ ساری چیزیں منع ہیں۔

اس طرح ایک مومن اور حق کا متلاشی یہ جان لیتا ہے کہ شریعت وسطیت اور راہِ اعتدال لے کر آئی ہے نہ کہ شرک اور ایذا رسانی لے کر۔اس لئے پیغمبر (علیہ الصلاۃ والسلام) اور نیک آدمی کیلئے مغفرت کی دعا کی جائے، اور زیارت کے وقت ان کو سلام کیا جائے، البتہ یہ کہ اللہ کو چھوڑ کر انہیں پکارا جائے ایسا جائز نہ ہوگا۔ (بلکہ یہ صریح شرک اکبر ہے جو انسان کو اسلام سے خارج کردیتا ہے)

چنانچہ یاسیدی!المدد المدد، یامیری مدد کیجئے، مجھے شفا دیجئے، فلاں کام میں میری مدد فرمائیے، نہ کہا جائے، (بلکہ) یہ سب چیزیں اللہ

سے طلب کی جائیں گی، اور نہ ہی ان کی قبروں پر کوڑا ڈالا جائے گا، نہ اسے روندا جائے گا۔

اور جہاں تک زندہ شخص کی بات ہے تو حسی اور ظاہری اسباب میں سے جو اس کے دائرہ قدرت میں ہے- اور جو شرعاً جائز ہے، (دنیا میں) ان میں اس سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان میں عمل کی صلاحیت ہے۔ جیسا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ﴾ (القصص ۱۵) (اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا اس (موسیٰ) سے فریاد کی)

کیونکہ موسیٰ (علیہ السلام) زندہ تھے، وہی ہیں جن سے اس آیت میں فریاد طلب کی گئی ہے اسلئے ان سے ایک اسرائیلی شخص (جو ان کے قبیلے کا تھا) نے اپنے ایک قبطی دشمن کے خلاف مدد مانگی۔ اور اسی طرح انسان اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ان کے فارم اور کھیتوں میں، گھروں اور گاڑیوں کی اصلاح میں اور ضرورت کی دیگر چیزوں میں اسبابِ حسیہ (ظاہری اور دنیوی اسباب) کے ذریعہ حسب استطاعت ایک دوسرے کا تعاون کرے، اسمیں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح ٹیلیفون، خط وکتابت اور ٹیلی گرام کے ذریعہ، یہ سب حسی تعاون ہیں، انسان کے اختیار میں ہے تو ان میں مدد مانگنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن جو امور عبادت (ودعا) سے متعلق ہو، تو اسمیں نہیں۔ چنانچہ کسی زندہ یا مُردہ شخص سے نہیں کہا جائے گا میرے مریض کو شفا دیجئے، میرے غائب شدہ سامان لوٹا دیجئے، یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ خفیہ طور پر اُس کا اسمیں کچھ تصرف ہے۔ اور نہ یہ کہا جائے گا کہ دشمنوں

کے خلاف ہماری مدد کیجئے یعنی اپنی خفیہ طاقت سے۔

اور جہاں تک کسی زندہ شخص کی بات ہے تو جو حاضر ہو اور اس پر قادر بھی ہو تو اسبابِ حسیہ جیسے ہتھیار اور قرض وغیرہ کے ذریعہ اس سے مدد مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح کسی ڈاکٹر کے پاس جا کر علاج کرانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس سے یہ کہے کہ مجھے شفا عطا کیجئے یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ اس کے پاس کچھ (مخفی) اختیارات ہیں تو یہ کفر ہے۔ جیسا کہ صوفیوں اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے یہاں مشہور ہے، اسلئے کہ کائنات میں تصرف اور اختیار انسان کے دائرہ قدرت سے باہر ہے تصرف کی صلاحیت اس کے پاس صرف حسی امور میں ہے۔ ایک ڈاکٹر صرف حسی اُمور میں ہی تصرف اور تدبیر کر سکتا ہے جیسے دوا (وغیرہ۔) (جس کی قدرت اللہ قدیر نے انسان کے اندر پیدا کی ہے)

اُسی طرح ایک زندہ اور قادر شخص حسی امور میں تصرف اور تدبیر کر سکتا ہے۔ اپنے ہاتھ کے ذریعہ آپ کی مدد کر سکتا ہے، آپ کا ساتھ دے سکتا ہے، بطورِ قرض آپ کو مال دے سکتا ہے، گھر بنانے میں آپ کی مدد کر سکتا ہے، اپنی گاڑی کے فالتو پُرزے آپ کو دے سکتا ہے، یا دوسروں کے پاس سفارش کر کے آپ کا سہارا بن سکتا ہے، یہ حسی اُمور ہیں ان میں کوئی حرج نہیں، یہ چیزیں اور اس جیسی دوسری چیزیں مُردوں کی عبادت اور اُن سے فریاد طلبی میں داخل نہیں ہیں۔

بہت سارے شرک کے پرچارک (اس کی طرف بلانے والے) ایسی ہی باتوں کے ذریعہ (عامۃ الناس پر) شبہ ڈال دیتے ہیں (حالانکہ) یہ بالکل صاف اور واضح ہے، جو سب سے بڑا جاہل ہوگا اسی پر یہ سب

چیزیں مُشتبہ ہوں گی، (ورنہ) زندوں سے مدد لینا معروف شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ اور مُردوں سے (مدد) مانگنا، ان سے فریاد چاہنا، ان کے لئے نذر و نیاز پیش کرنا ممنوع ہے، یہ بات اہلِ علم جانتے ہیں اور باجماع علماء (امت) یہ شرک اکبر ہے۔ اس (مسئلہ) میں حضرات صحابہ اور بعد کے اہلِ علم وایمان اور اہلِ بصیرت کے درمیان کوئی بھی اختلاف نہیں تھا۔

اسی طرح قبروں پر عمارت کھڑی کرنا، مسجدیں اور قُبے تعمیر کرنا مذموم اور ناپسندیدہ کام ہے، اہلِ علم اس سے واقف ہیں، شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔ لہٰذا ان سب چیزوں کا علماء کرام پر مُشتبہ ہونا جائز (اور ممکن) نہیں۔

پس- ایک مرتبہ پھر- اہلِ علم پر واجب ہے کہ وہ جہاں بھی ہوں اللہ سے ڈریں، اللہ کے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں، انہیں شریعت کی تعلیم دیں، اس معاملہ میں کسی بھی شخص کے ساتھ چاپلوسی نہ کریں، بلکہ چھوٹے، بڑے، امیر (ہر طبقہ کے لوگوں) کو بتلائیں، اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے کی لوگوں کو تلقین کریں، اللہ کے دین کی طرف ان کی راہنمائی کریں، علماء پر یہی واجب ہے چاہے وہ جہاں بھی رہتے ہوں، بالمشافہ، خط وکتابت، تصنیف وتالیف، تقریر وخطابت ٹیلیفون، ٹلیگرام، غرضیکہ دورِ حاضر میں جو بھی طریقے اور وسیلے ہیں ان کا سہارا لے کر اللہ کے دین کو پہنچایا جائے، اللہ کے بندوں کو نصیحت کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے ہم تمام لوگوں کے لئے ہدایت کا سوال کرتے ہیں۔

ولا حول ولا قوة إلا بالله. [فتاوی نور علی الدرب (۱/۳۰۷-۳۱۴)]